# برتھ کنٹرول

ضبطِ ولادت کے عدم جواز پر دلائل کے ساتھ طبی خرابیاں
اور عقلی کمزوریوں پر مبنی معلوماتی رسالہ

تصنیف
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

اہتمام
محمد قاسم قادری ہزاروی

ناشر:- مکتبہ غوثیہ (ہول سیل)
پرانی سبزی منڈی، محلہ فرقان آباد، نزد دارالعلوم غوثیہ کراچی نمبر ۵

# پیشِ لفظ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسّلام علی من لا نبی بعدہٗ

ضبط ولادت اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مقابلہ کے مترادف ہے بلاوجہ اس کا عمل مضرصحت بھی ہے۔ ہاں سخت مجبوری پر جواز کی صورت نکل سکتی ہے لیکن واقعی وہ مجبوری ہو بھی۔ ورنہ عموماً اس کا عمل درجنوں شرعی اور جسمانی خرابیوں کا باعث ہے۔ فقیر نے اسی دوسری وجہ کی بناپر یہ رسالہ لکھا ہے۔

و ما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

و صلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم علیٰ حبیبہ الکریم الامین

وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ (بہاولپور پاکستان)

۲۵، ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! اسلام کی حقانیت کا مسلمان کوتو ذرہ بھر بھی شک نہیں نہ اس کے اصول وقوانین میں کسی مسلمان کوغلط ہونے کا گمان ہے البتہ دشمنانِ اسلام روزِ اوّل سے نہ صرف شک اور گمان میں ہیں بلکہ اس کے اور اس کے اصول وضوابط کومٹانے کے درپے ہے بلکہ ایڑی چوٹی کا زور لگا تا رہا اور لگا تا رہے گا اور لگا رہا ہے لیکن واللّٰہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون (اللہ تعالیٰ اپنے نور (اسلام) کو کامل ومکمل کرے گا اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو) اسی لئے دشمنانِ اسلام کا بھرپور حملہ اسلام اور اسکے قوانین وضوابط کے مٹانے پر ہوتا ہے لیکن جتنا وہ مٹاتے ہیں اس سے بڑھ کر اسلام اُبھرتا ہے۔

ہاں مسلمان بھولا بھالا ضرور ہے مسلمان کو دشمنانِ اسلام سبز باغ دکھا کر اسلام اور اسکے اصول سے منحرف کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مسلمان غیروں کی باتوں میں آجاتا ہے ان میں ایک یہی منصوبہ بندی کا سلسلہ ہے۔ اس کیلئے غیر مسلم ہی کوشاں ہیں۔ اس کے بانی کی اس منصوبہ کی غرض وغایۃ بھی یہی تھی چنانچہ دریا آبادی کی تفسیر میں ہے۔ عصرِ حاضر میں جوآج جاہلیتِ فرنگ کے زیرِ سایہ ایک شاندار تحریک قتلِ اولاد کی خفی اور باریک صورت میں منعِ حمل کے نام سے جاری ہے اس کا مُحرک بھی یہی خوفِ افلاس ہے۔ مالتھیس نامی ایک ماہر معاشیات جو برطانیہ میں انیسویں صدی کی ابتداء میں ہوا ہے قتلِ اولاد یا منعِ حمل کی تحریک اصل میں اس کی چلائی ہوئی ہے۔ اس کے سارے نظریہ کی بنیاد یہی خوفِ اِفلاسِ مُلک ہے۔ چنانچہ برتھ کنٹرول کی آج بھی غرض وغایہ یہی بتائی جاتی ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام ہو۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ...... دراصل اس دشمن اسلام نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا مقابلہ کیا جس میں آپ نے اپنی اُمت کو فرمایا، تنا کحوا و تناسلو فانی اباھی بکم الامم نکاح کرو اور بکثرت بچے جنو اس لئے کہ قیامت میں میں اُمتوں پر تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔ اس سے نتیجہ ظاہر ہے کہ جو برتھ کنٹرول پر عمل کرتے ہیں وہ ایک دشمن اسلام کے عمل کو رواج دے کر اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دِل کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں۔ اب فیصلہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ چاہے تو دشمنِ اسلام کا مشورہ قبول کر کے جہنم میں جانے کو تیار ہو جائے کیونکہ حدیث شریف میں المرء مع من احب (ہر مرد اس کے ساتھ ہے جس سے اس کی محبت ہوگی) اور چاہے تو اس پر عمل نہ کر کے اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دِل خوش کر کے بہشت کے جس محل میں چاہے جگہ بنائے۔

اختیار بدست مختار

## مسلمان اور اعدائے اسلام

ماتھیس کے بعد ہر دَور میں اس تحریک کو مختلف طریقوں سے دشمنانِ اسلام نے اسے آگے بڑھایا۔ یورپ کی ہر ایجاد ہمیں خوب لپیٹ میں لے لیتی ہے چنانچہ ہندوپاکستان میں گزشتہ ایک صدی سے ضبطِ ولادت ﴿Birth Control﴾ کی نحوست آئی۔ اسکی تائید میں نشرواشاعت کرنے اور لوگوں کو اسکی طرف رغبت دلانے اور اسکے عملی طریقوں کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کیلئے انجمنیں قائم ہوئیں اور رسالے شائع کیے گئے۔ پہلے لندن کے برتھ کنٹرول انٹرنیشنل انفارمیشن سنٹر کی ڈائرکٹر مسز ایڈتھ ہو مارٹن ﴿Mrs. Edith How Martyn﴾ نے اس تحریک کی نشرواشاعت کیلئے اس برعظیم کا دَورہ کیا۔ پھر 1931ء کی مردم شماری کے کمشنر ڈاکٹر ہٹن ﴿Dr. Hutton﴾ نے اپنی رپورٹ میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خطرناک ظاہر کر کے ضبطِ ولادت کی ترویج پر زور دیا۔

یاد رہے کہ اس تحریک کا نیا نام خاندانی منصوبہ بندی ﴿Planned Parent.hood﴾ ہے۔ اس نئی اصطلاح کا استعمال امریکہ میں شروع ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اس تحریک کا یہی نام پڑ گیا۔ 1942ء میں امریکہ کی ضبطِ تولید کی تنظیموں کی فیڈریشن ﴿Birth Control Federation of America﴾ کا نام تبدیل کر کے ﴿Planned Parent.hood Federation of America﴾ کر دیا گیا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ 1955ء جلد۳، صفحہ ۱۴۷) لیکن ہمارے ہاں وہی پرانا نام ہر اعلیٰ ادنیٰ پڑھے لکھے خورد وکلاں کی زبانوں پر ہے اور اس کا چرچا اتنا عام ہے کہ اب اسے روکنے والا مجرم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اُویسی کی یہ بات نہ بھولئے کہ یہ تحفہ تمہیں غیروں نے دیا اور کیوں دیا اس کی تفصیل آئے گی۔ (اِن شاءَاللہ عزوجل)

## مسلمانانِ پاکستان

جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے وہ تو ایک لادینی مملکت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے اسے اپنی کسی سرکاری پالیسی کیلئے مذہب سے سند لانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن پاکستان الحمدللہ اسلامی مملکت ہے، اس لئے یہاں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ تحریک عین مطابق اسلام ہے۔ اس کے بعد اگر اسلامی قوانین کا علم رکھنے والے خاموش رہیں تو عام طور پر یہی سمجھ لیا جائے گا کہ اسلام فی الواقع اس تحریک کا حامی ہے، یا کم از کم اسے جائز رکھتا ہے۔

## ازالۂ وہم

جن دوستوں نے اسے جائز رکھا ہے انہوں نے عزل پر قیاس کیا اگر چہ یہ قیاس سرے سے غلط ہے لیکن وہ خود عزل کو مکروہ بھی مانتے ہیں قیاس مع الفارق کے بعد بناء الفاسد علی الفاسد کا ارتکاب فرمایا پھر اس مکروہ میں جو انگریز دِین کے دشمن اور بدترین مکروہات ملائے اور شہد کی لالچ دے کر مسلمانوں کو زہر کھلایا اور ہماری قوم کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کیا اس کے ذِمہ دار ضبط ولادت کو جائز رکھنے والے حضرات بھی ہیں اس کی تفصیل آئے گی۔ (اِن شاءَ اللہ عزوجل)

فقیر قلم کے ذَرِیعے ضبط ولادت کے عدم جواز پر دلائل کے ساتھ طبی خرابیاں اور عقلی کمزوریاں عرض کرے گا خدا کرے کہ مسلم قوم کو ہوش نصیب ہو ورنہ یہ اپنا نقصان برداشت کر لیتی ہے لیکن انگریز کے عطا کردہ تحفہ کو نعمت سمجھ کر اس کی تعمیل میں جان کی بازی لگا دیتی ہے بالخصوص جب خود حکومت بھی اس کی حامی ہو۔اس مسئلہ میں ایک فقیر کا قلم کیا کر سکتا ہے جب کہ اس کے بالمقابل حکومت کے تمام پُرزے اپنی تمام قوت وطاقت کے ساتھ مخالفت پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن الحق یعلو ولا یعلیٰ پر اُمید ہے کہ ہوش مند لوگ ضرور اس طرح متوجہ ہو کر اپنی عاقبت سنواریں گے اور فقیر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے صلہ نصیب ہوگا۔ (اِن شاءَ اللہ عزوجل)

## ضبط ولادت کی غرض و غایت

اسلام کے نام لیواؤں کو معلوم ہو کہ مسلمانوں کے بیشمار فرقوں کے باوجود کسی بھی فرقے نے اس منحوس تحریک کا تصوُّر تک نہ کیا، صِرف عزل تھا تو وہ بھی چند مجبوریوں کے مدنظر اور اس پر زیادہ بھی کیا تو خوارج نے جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الخوارج کلاب النار فرمایا، خارجی فرقہ کے لوگ جہنم کے کتے ہیں۔تاریخ شاہد ہے کہ یہ منحوس انگریز کی عطا ہے۔ یورپ میں اس تحریک کی ابتداء اٹھارہویں صدی عیسوی کے اَواخر میں ہوئی۔اس کا پہلا محرک غالبًا انگلستان کا مشہور ماہرِ معاشیات مالتھوس (Malthus) تھا۔اس کے عہد میں انگریزی قوم کی روز افزوں خوشحالی کے سبب انگلستان کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھنی شروع ہوئی۔آبادی کی اس توفیر کو دیکھ کر اس نے حساب لگایا کہ زمین پر قابلِ سکونت جگہ محدود ہے اور اسی طرح معیشت کے وسائل بھی محدود ہیں، لیکن نسل کی افزائش غیر محدود ہے۔ اگر نسل اپنی فطری رفتار کے ساتھ بڑھتی رہے تو زمین اس کیلئے تنگ ہو جائے گی، وسائلِ معاش کفایت نہ کر سکیں گے اور افزائشِ نسل کے ساتھ معیارِ زندگی پست ہوتا چلا جائے گا۔ لہٰذا نسلِ انسانی کی خوش حالی، آسائش اور فلاح و بہبود کیلئے ضروری ہے کہ اس کی افزائش، وسائلِ معاش کی وسعت کیساتھ متناسب رہے اور اس سے آگے نہ بڑھنے پائے۔اس غرض کیلئے اس نے برہم چرچ کے قدیم طریقے کو رائج کرنے کا مشورہ دیا۔ یعنی بڑی عمر میں شادی کی جائے اور ازدواجی زندگی میں ضبطِ نفس سے کام لیا جائے۔ یہ خیالات پہلی مرتبہ 1798ء میں اس نے اپنے ایک رسالہ آبادی اور معاشرے کی آئندہ ترقی پر اس کے اثرات (An Essay on Population and as it effects the future Improvement of Society) میں پیش کئے تھے۔

اس کے بعد فرانسس پلاس ﴿Francis Place﴾ نے فرانس میں افزائش نسل کو روکنے کی ضرورت پر زور دیا۔ مگر اس نے اخلاقی ذرائع کو چھوڑ کر دواؤں اور آلات کے ذریعہ سے منع حمل کی تجویز پیش کی۔ اس رائے کی تائید میں امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر چارلس نولٹن ﴿Charles Knowlton﴾ نے 1833ء میں آواز بلند کی۔ اُس کی کتاب ثمراتِ فلسفہ ﴿The Fruits of Philosophy﴾ غالباً پہلی کتاب ہے جس میں منعِ حمل کے طبی طریقوں کی تشریح کی گئی تھی اور ان کے فوائد پر زور دیا گیا۔

### انتباہ﴿

بھولے مسلمانو! غور فرمائیں یہ برتھ کنٹرول اسلامی تحریک نہیں اور نہ ہم مسلمانوں کی ایجاد ہے اس پر اتنی بہت بڑی محنت ان ملکوں میں ہو رہی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں بلکہ دُنیا میں اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے آرزومند ہیں۔

### اور ملاحظہ ہو﴿

انیسویں صدی کے رُبعِ آخر میں ایک نئی تحریک اٹھی جو مالتھوسی تحریک ﴿Neo.Malthusian Movement﴾ کہلاتی ہے۔ 1876ء میں مسز اینی بیسنٹ اور چارلیس بریڈلا نے ڈاکٹر نولٹن کی کتاب ثمراتِ فلسفہ کو انگلستان میں شائع کیا۔ حکومت نے اس پر مقدمہ چلا دیا۔ مقدمہ کی شہرت نے عوام کو اس تحریک کی طرف متوجہ کر دیا۔ 1877ء میں ڈاکٹر ڈریسڈیل ﴿Drysdale﴾ کے زیرِ صدارت ایک انجمن قائم ہوگئی جس نے ضبطِ ولادت کی تائید میں نشر و اشاعت شروع کر دی۔ اس کے دو سال بعد مسز بیسنٹ کی کتاب قانون آبادی ﴿Law Of Population﴾ شائع ہوئی جس کے ایک لاکھ پچہتر ہزار نسخے پہلے ہی سال فروخت ہوگئے۔ 1881ء میں یہ تحریک ہالینڈ، بلجیم، فرانس اور جرمنی میں پہنچی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یورپ اور امریکہ کے تمام متمدن ممالک میں پھیل گئی۔ باقاعدہ انجمنیں قائم ہوئیں جنہوں نے تحریر و تقریر سے لوگوں کو ضبطِ ولادت کے فوائد اور اس کے عملی طریقوں سے آگاہ کیا۔ اس کو اخلاقی نقطۂ نظر سے جائز بلکہ مستحسن اور معاشی نقطۂ نظر سے مفید بلکہ قطعاً ناگزیر بتایا گیا۔ اس کیلئے دوائیں ایجاد کی گئیں۔ آلات بنائے گئے عام لوگوں کی دست رس تک ان چیزوں کو پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ جگہ جگہ ضبطِ ولادت کے مطب ولادت ﴿Birth Control Clinics﴾ قائم کئے گئے جہاں عورتوں اور مردوں کو ضبطِ ولادت کیلئے ماہرانہ مشورے دیئے جانے لگے۔ اسطرح اس نئی تحریک نے بہت جلد فروغ پالیا اور اب یہ روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

## پاکستان کا نمبر اوّل

ہمارا ملک تو اس کا ایسا عاشق ہے کہ ہر حکومت میں اس کے فروغ اور ترقی پر پانی کی طرح پیسا بہایا جا رہا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے لوگوں نے پاکستان بنایا بھی گویا برتھ کنٹرول کی ترویج کیلئے تھا۔

## ضبطِ ولادت کے قدیم طریقے

عزل، اسقاطِ حمل، قتل اولاد۔ باسم حرج (ضبطِ نفس خواہ وہ تجرد کی شکل میں یا ترکِ جماع سے)۔

## جدید طریقے

ترکِ مقاربت نہ ہو مگر دواؤں یا گولیوں اور آلات کے ذریعہ ضبطِ ولادت ہو۔

## امریکہ کا طریقہ

مذکورہ بالا جدید طریقوں کے علاوہ امریکہ اور یورپ میں اسقاطِ حمل کا طریقہ بھی رائج ہے۔

## مسلمانانِ پاکستان کا طریقہ

پاکستان کے بعض مسلمان چونکہ یورپ اور امریکہ کے سچے پکے عاشق ہیں اسی لئے وہ جدید طریقوں پر تو کھلم کھلا اور عام عمل کرتے ہیں لیکن مؤخرالذکر کو چوری چھپے کر ہی لیتے ہیں۔

## عام تجربہ

انگریزوں نے جس مقصد کیلئے برتھ کنٹرول کی ایجاد کی وہ بھی اگرچہ اسلام کے سراسر منافی ہے لیکن حقیقت یہ ہے اب اس کی غرض و غایت نے ایسے غلط ماحول کو جنم دیا کہ جس سے ہر صاحبِ عقل اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ایک فرانسیسی مصنف لکھتا ہے کہ فرانس میں ضبطِ ولادت پر عمل کرنے والے جوڑوں سے جب وہ وجوہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی جن کی بنا پر وہ اولاد کی پیدائش روکنے کی کوشش کرتے ہیں تو پتہ چلا کہ بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو کثرتِ عیال اور قلتِ مال کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں کے محرکات یہ ہیں: 'اپنی مالی حالت بہتر بنانا اور معیارِ زندگی بلند رکھنا۔ اپنی جائداد کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہونے سے بچانا۔ اکلوتے بچے کو بہت اعلیٰ درجے کی تعلیم دینا اور شاندار مستقبل کیلئے تیار کرنا۔ بیوی کے حُسن اور نزاکت کو حمل اور پرورشِ اطفال کی کھکیڑ سے بچانا۔ اپنی سیر و تفریح کی آزادی کو محفوظ رکھنے۔ اس خطرے کی روک تھام کہ بچوں والی ہو کر بیوی بچوں ہی کی ہو کر نہ رہ جائے اور شوہر کا لطف کر کرا نہ ہو جائے۔'

﴿Paul Bureau, Towards Moral Bankrupicy, London 1925, P.64﴾

## خارج از امکان

یہ مسئلہ خالص عورتوں کا ہے اور ولادت ان کیلئے موت کے برابر ہوتی ہے اور خواتین ہزاروں میں کوئی ایک آدھ ہماری بات مان لے تو غنیمت ورنہ ضبطِ ولادت کی روک تھام ممتنع نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ تحریک چلی ہے اس کا زور بڑھ رہا ہے کمی کا کہیں نشان تک نظر نہیں آتا اگرچہ پڑھی لکھی خواتین اور تجربہ کار بیبیوں نے اسکے مضرات ونقصانات بارہا اخبارات میں شائع کرائے اور اطباء اور ڈاکٹروں نے بارہا نصیحتیں بتائیں لیکن ماننے کو کوئی بھی تیار نہیں بلکہ ہماری حکومت پاکستان نے تو اس کی ترویج واشاعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔

## خلاصه غرض و غاية

برتھ کنٹرول (ضبط ولادت) کی ہر تحریک اور اس کی سرپرست حکومت یہی بتا رہی ہے کہ آبادی کم ہو، تاکہ معاش کی تنگی نہ ہو۔

## اسلام اور دشمنانِ اسلام کا معارضه

بے دین لوگ اور بے دین حکومتیں اپنے تصوّر میں مجبور ہیں اس لئے کہ انہیں نہ خدا پر ایمان، نہ خدا پر بھروسہ، لیکن مسلمان اور اسلامی حکومتیں اس تصور کی لپیٹ میں کیوں؟ جب ہمارا اٹل اصول ہے کہ ہمارا ربّ **خالق** ہے تو **رزاق** بھی ہے، ہم برتھ کنٹرول پر عمل کریں یا نہ کریں، جسے اس نے پیدا کرنا ہے اس نے پیدا ہونا ہی ہے اور جسے اس نے پیدا کرنا ہے، اسے اس نے رزق بھی دینا ہے ظاہری اسباب ہوں یا نہ ہوں۔

## غیروں نے ہتھیار ڈال دیئے

جہاں سے یہ تحریک چلی وہاں کے چند دانشوروں کی بات ملاحظہ ہو۔

فرانس کے مدبّر اعظم مارشل پتیاں (Marshall Petaine) نے خود، جون 1940ء کی شکست کے بعد علانیہ اس کا اعتراف کیا ہے کہ ہماری یہ ذِلت ہماری اپنی نفس پرستیوں کا نتیجہ ہے اور دُنیا کے اہل بصیرت نے بالاتفاق اس کی شکست کے اسباب میں سے ایک اہم سبب اس کی شرح پیدائش کے مسلسل انحطاط کو قرار دیا ہے۔

نوٹ...... اس مدبر اعظم کا وہی خیال ہے جو ہمارا ہے کہ برتھ کنٹرول سے شرح پیدائش کی کمی ہوئی تو ہم جنگ میں کامیاب نہ ہو سکے اگر ہمارے ہاں افراد کی کثرت ہوتی تو ہم شکست نہ کھاتے۔

(۱) برطانیہ کے مسٹر چرچل کے بیٹے مسٹر رینڈ ولف چرچل نے تقریر کرتے ہوئے کہا: 'میں نہیں سمجھتا کہ ہماری قوم بالعموم اس خطرے سے آگاہ ہو چکی ہے کہ اگر ہماری شرح پیدائش اسی طرح گرتی رہی تو ایک صدی کے اندر جزائر برطانیہ کی آبادی صرف چالیس لاکھ رہ جائے گی اور اتنی کم آبادی کے بل بوتے پر برطانیہ دُنیا میں ایک بڑی طاقت نہ رہ سکے گا۔'

page number 8 add karna he

## لطیفہ

بھولے لوگوں نے برتھ کنٹرول کی اِجازت مرحمت فرما کر ساتھ یہ بھی وعظ فرمایا ہے کہ خبردار اس میں یہ عقیدہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جسے پیدا کرنا ہے وہ اس عمل سے پیدا نہ ہوگا۔ یہ عجیب وعظ ہے کہ ایک طرف تو بلا وجہ بھوکے کو کہہ دیا جائے کہ حرام طعام کھالے پھر اسے وعظ فرمایا کہ تھوڑا کھانا کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ بھوکے نے تو پیٹ بھرنا ہے جب اسے کہہ دیا گیا ہے کہ مال حلال ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کیا معنیٰ؟

## خوارج کی وراثت

برتھ کنٹرول خوارج کا تحفہ ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: ’فرقۂ خوارج کی عورتوں کی عادت تھی کہ قربت ﴿Coltus﴾ کے وقت اِستقرارِ حمل کو روک دیتی تھیں تاکہ حملہ کی مصیبت اور بچوں کی پرورش کے عذاب سے آزاد رہیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا جب بصرہ تشریف لے گئیں تو اِن خوارج عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی تو آپ نے ملاقات سے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ اِستقرارِ حمل کی مخالفت کرتی تھیں۔‘ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۶۱) الحمدللہ ہم کو اپنی ماں اور جملہ اہلِ اسلام کی ماں کی وراثت نصیب ہے اور مجوزین سوچیں کہ وہ کس گروہ کے مقلد ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

## حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

پیرانِ پیر روشن ضمیر حضرت غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: جو حاملہ عورت اپنے بچے کا بوجھ اُٹھاتی ہے، اُسے رات کو قیام کرنے دِن کو روزہ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جب وضعِ حمل کی تکلیف برداشت کرتی ہے تو اُسے اُس کی ہر تکلیف کے بدلے میں ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے وہ جتنی مرتبہ پلائے گی تو اُسے ہر مرتبہ اللہ کی طرف سے ایک اجرِ عظیم ملتا ہے۔ (الحدیث۔ از غنیۃ الطالبین، ص ۱۲۴)

## انتباہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا: ’عزل (جو کہ مانع حمل کی عملی تدبیر ہے) کرنا دُرست ہے۔‘

آپ نے فرمایا: ’اُف اُف! کیا ایسا کام کوئی مسلمان بھی کرتا ہے؟‘ (مدخل الشرع، ج ۲، ص ۱۹۲)

## حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتباہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (عزل) ﴿Coitas Interruptas﴾ کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان ایسا کام کرے۔ (زادالمعادس، ج ۲، ص ۲۲۲، طرح التثریب، ج ۷، ص ۶۱)

## ہوگا وہی جو منظورِ خدا ہوگا

(۱) حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا (عزل) جو مانعِ حمل کی ایک عملی تدبیر ہے کرنا دُرست ہے۔ آپ نے فرمایا، جس پانی کے قطرہ سے کسی بچے کا پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے، اگر تو اُسے کسی پتھر پر بھی گرائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی قطرہ سے رحمِ مادر میں بچہ پیدا کردے گا۔ (رواہ احمد وابن حبان وصححہ، نیل الاوطار، ج ۶ ص ۱۶۸)

(۲) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ہم نے غزوۂ بنی مصطلق میں (عزل) کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اُسے قیامت تک پیدا کرتا رہے گا۔ (مسلم وبخاری، نیل الاوطار، ج ۶ ص ۱۶۷)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، کیا میں حمل کے خوف کی وجہ سے عزل کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو چاہے تیری مرضی، لیکن یہ بات یاد رکھ جو اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا۔ (ابوداؤد ومسلم، نیل الاوطار، ج ۶ ص ۱۶۷)

## کرشمۂ قدرت

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں قربت کے وقت ہمیشہ عزل کیا کرتا تھا، لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے اِس عورت سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوا، جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔ (مغنی لابن قدامہ، ج ۷، ص ۲۴)

## ہدایاتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) سودآء ولود خير من حسنائه عقيمٍ (الحدیث۔ مغنی الابن قدامہ، ج ۷، ص ۳۲)

وہ کالی کلوٹی عورت جو بچے جنتی ہے اُس حسین عورت سے لاکھ درجہ بہتر ہے جو بچے نہ جنے۔

(۲) تم ایسی عورت سے شادی کرو جو اپنے خاوند سے محبت رکھتی ہو اور بچے جننے والی ہو، تاکہ اپنی اُمت کی کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں۔ (ابوداؤد ونسائی ترغیب، ج ۳، ص ۷)

## کثرتِ اولاد کے فائدے

(۱) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جولوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے ان میں سے ایک وہ ہوگا جس کا کنبہ بڑا ہو اور اسکے اعمال تقویٰ سے آراستہ ہوں۔ (ابن خزیمہ و ترمذی ترغیب، ج ۳، ص ۱۵)

(۲) حضرت ابن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو اپنے چھوٹے بچوں کو پالنے کیلئے دَوڑ دھوپ کرتا ہے اُسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کا اَجر ملتا ہے۔ (طبرانی برجالہ الصحیح ترغیب، ج ۳، ص ۱۶)

(۳) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب بندے کے گناہ زِیادہ ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بال بچوں کے فکر میں مبتلا کردیتا ہے تاکہ اِس غم و فکر کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے رہیں۔ (احمد احیاء العلوم، ج ۲، ص ۳۷)

(٤) حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، بعض ایسے گناہ ہوتے ہیں، جن کو بال بچوں کا فکر اور معاش کا غم ہی مٹا سکتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۳۷)

## خدمت اولاد کا اجر و ثواب

(۱) حضرتِ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب ایک میدانِ جنگ میں جہاد کر رہے تھے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے اِس جہاد کے عمل سے کس کا عمل بہتر ہے؟ پھر خود ہی فرمایا، جس کے بال بچے زیادہ ہوں اور کسی کے آگے دستِ احتیاج نہ پھیلاتا ہو۔ اگر وہ رات کو اُٹھ کر اپنے بچوں کو جو اُوپر سے ننگے سو رہے ہوں اپنی چادَر سے ڈھانپ دے تو اس کا یہ معمولی عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۳۷)

(۲) ایک شخص نے اپنے شیخ کو لکھا کہ حضرت دعا کیجئے کہ میں بال بچوں کے عذاب سے چھوٹ جاؤں۔ آپ نے واپسی جواب میں لکھا، اگر عذاب سے چھوٹ جاؤ گے تو ثواب سے بھی چھوٹ جاؤ گے۔

## صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا رَدِّ عمل

(۱) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض لڑکوں کو اس وجہ سے سزادی تھی کہ انہوں نے (عزل) جو مانع حمل کی ایک عملی تدبیر ہے، عمل کیا تھا۔ (زاد المعاد، ج ۲، ص ۲۲۳)

(۲) حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت میں لوگوں کو (عزل) ضبطِ تولید کی ایک عملی تدبیر سے روکتے تھے۔ (زاد المعاد، ج ۲، ص ۲۲۳)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی (عزل) نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر مجھے معلوم ہوگیا کہ کسی میرے لڑکے نے اس پرعمل کیا تو میں اُسے سزادوں گا۔ (زاد المعاد، ج ۲، ص ۲۲۱)

(٤) حضرت شعبہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عزل) کو بُرا سمجھتے تھے۔ (زاد المعاد، ج ۲، ص ۲۲۱)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، (عزل) ضبطِ تولید کی ایک عملی تدبیر کا جُرم ایسا ہے جیسے کوئی زِندہ بچے کو زمین میں گاڑدے۔ (زاد المعاد، ج ۲، ص ۲۲۲)

(٦) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، عزل کرنا ایک قسم کا بچے کو زندہ درگور کرنا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۹)

علامہ محدّث زین الدین عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، محدّث امام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ دیا ہے۔

**یحرم علی المرأۃ استعمال داوء ما یمنع من الحبل قال ابن یونس و لو رضی بہ الزوج**

ترجمہ : عورت کوایسی دوائی استعمال کرنا جوحمل کوروک دے حرام ہے۔ اگر چہ اس کے استعمال سے اس کا خاوند بھی راضی ہو۔

(طرح التثریب فی شرح التقریب، ج ۷، ص ۶۲، مسک الختام شرح بلوغ المرام، ج ۲، ص ۱۸۴)

بہرحال ضبط ولادت اچھا کام نہیں مسلمان عورت کو جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان ہے پھر اس کا مقابلہ کرکے اپنے ربّ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کرنا گھاٹے کا سودا ہے۔ ادویہ وغیرہ کی تدبیر سے اگر چہ حمل نہ بھی ٹھہرے تب بھی جسمانی امراض کا پیدا ہوجانا لازمی ہے۔

### چنانچہ ملاحظہ ہو

اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس میں ردّ وبدل اپنا نقصان ہے مثلاً ماہانہ خون کا خروج (حیض) ہر عورت کی صحت ہے۔ اس میں بگاڑ جسمانی نقصان ہے اگر کوئی خاتون اسے ادویہ سے روکے تو اس کا کتنا زبردست جسمانی نقصان ہوتا ہے جیسا کہ خون حیض کو روکنے والی خواتین نے آزمایا ہے۔ ایسی خواتین کی شکایت کسی سے مخفی نہیں۔ یہی حال ضبطِ ولادت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے اس میں دخل انداز ہونا آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا کی تکالیف مول لینی ہیں، یہ بھی واضح اور روشن ہے۔ فقیر کیا عرض کرے۔

## نظامِ عالم

اللہ تعالیٰ نے نظام عالم دنیا کی بقاء کیلئے دو بہت بڑے انتظام کئے ہیں ایک تغذیہ، دوسرے تولید۔ تغذیہ کا مقصد یہ ہے کہ جوانواع اس وقت موجود ہیں وہ ایک مدّتِ معینہ تک زندہ رہ کراس کارخانہ کو چلاتی رہیں۔ اس کیلئے ربّ العالمین نے غذا کا وافر سامان مہیا کیا، اجسامِ نامیہ (Organic Bodies) میں غذا کو جذب کرنے اوراس کواپنا جُو بنانے کی قابلیت پیدا کی اور ان میں غذا کی طرف ایک طبعی خواہش پیدا کردی جواُن کو غذا حاصل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو تمام اجسامِ نامیہ (خواہ نباتات ہوں یا حیوانات یا انسان) ہلاک ہوجائیں اور اِس کارخانہ عالم میں کوئی رونق باقی نہ رہے۔ لیکن فطرتِ الٰہیہ کے نزدیک اشخاص واَفراد کے بقا کی بہ نسبت انواع واجناس کا بقاء زِیادہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اشخاص کیلئے زندگی کی ایک بہت ہی قلیل مدّت ہے اوراس کارخانہ کو چلانے کیلئے ضروری ہے کہ اشخاص کے مرنے سے پہلے دوسرے اشخاص ان کی جگہ لینے کیلئے پیدا ہوجائیں اور دوسری اعلیٰ اوراشرف ضرورت کو پورا کرنے کیلئے قدرت نے تولید کا انتظام فرمایا ہے۔

انواع میں نراور مادہ کی تقسیم نرومادہ کے اجسام کی جداگانہ ساخت دونوں کا ایک دوسرے کی جانب میلان اورازدواجی تعلق کیلئے دونوں میں زبردست خواہش کا وجود۔ یہ سب کچھ اسی غرض کیلئے ہے کہ دونوں باہم مل کراپنی موت سے پہلے اپنے جیسے افراد اللہ تعالیٰ کے نظام کو چلانے کیلئے مہیا کردیں۔ اگر یہ غرض نہ ہوتی تو سرے سے نرومادہ کی علیحدہ علیحدہ صنفیں پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جب اللہ تعالیٰ اس نظام کوآگے بڑھانا چاہتا ہے جواس کے برعکس برتھ کنٹرول پرعمل کرتا ہےتووہ گویااللہ تعالیٰ کا مقابلہ کررہا ہے۔ اگرلاشعوری سے سہی لیکن ہے تو یہ بھی مقابلہ۔

# برتھ کنٹرول کے نقصانات

برتھ کنٹرول (ضبط ولادت) اسلام کے تصورات میں سے نہیں بلکہ یورپ کی عطا کردہ بدعت سیئہ ہے۔ کیونکہ اسلام میں اگر اس سے ملتا جلتا عزل کا عمل تھا تو وہ برتھ کنٹرول کی قسم کی مناسبت نہیں رکھتا اسے غلط کار بندوں نے خواہ مخواہ ہی عزل میں شامل کر دیا اور وہ بھی مغربیت زدہ لوگوں کو خوش کرنے کیلئے، ورنہ اظہر من الشمس ہے کہ برتھ کنٹرول سو فیصد یورپین تحفہ ہے اور ہمارے مسلمان بھولے بھالے ہیں وہ اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر عملی طور پر یورپ کے دلدادہ بن گئے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ عالمِ اسلام میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جس نے اپنی ذہنی اور فکری آزادی کو مغرب کی غلامی کے آستانہ پر قربان کر دیا ہے۔ جو اس کام میں یورپ کی اندھی تقلید اور نقالی کی روش اختیار کرتا ہے اور اپنے دماغ سے سوچنے کے بجائے مغرب کے روزمرہ پر آنکھیں بند کر کے عامل ہونا چاہتا ہے۔ تعصب، کورانہ تقلید، اور اندھی نقالی محض اہلِ مذہب ہی کے ایک مخصوص طبقے میں نہیں پائے جاتے، یہ اوصاف جدید تعلیم و تہذیب پر فخر کرنے والے اصحاب میں بھی موجود ہیں اور مقدم الذکر گروہ سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہ لوگ اجتہاد کا نام تو بڑے زور سے لیتے ہیں، مگر اس سے ان کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اسلام کو کسی طرح مغرب کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ حقیقی اجتہاد جس چیز کا نام ہے اس کی انہیں ہوا بھی نہیں لگی۔ یہ اپنے ذِہن سے سوچنے کے بجائے مغرب کے ذہن سے سوچتے ہیں، مغرب کی زبان سے بولتے ہیں اور مغرب کے نقشِ قدم پر بے سوچ سمجھے رواں دواں ہیں۔ مغرب سے ہمیں کوئی عناد نہیں ہے۔ وہاں اچھی چیزیں بھی ہیں اور بری بھی۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہئے اور اپنے ذہنوں سے کام لیتے ہوئے مجتہدانہ بصیرت کے ساتھ اپنا راستہ خود نکالنا چاہئے۔ نقالی اور کورانہ تقلید کی روش ایک قوم کی ذہنی موت اور تمدُّنی اِرتداد پر منتج ہوتی ہے۔

اقبال مرحوم اپنی ساری عمر اسی ذہنیت کی مخالفت کرتے رہے۔ انہیں اس عُنصر سے یہی گِلہ تھا ؎

تقلید پہ یورپ کی رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گِلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں ہے

وہ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں:

کرسکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کُہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!

اوران کی دعوت اپنی قوم کیلئے یہ تھی:

دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے　　افلاک منور ہوں ترے نُورِ سحر سے
خورشید کرے کسبِ ضیاء تیرے شرر سے　　ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے
دریا متلاطم ہوں تری مَوجِ گُہر سے　　شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے
اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!　　کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

ضبطِ ولادت کے مسئلہ پر بھی بدقسمتی سے عالمِ اسلامی میں اسی مقلدانہ اور مغرب زدہ ذہنیت کے ساتھ غور کیا جارہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم مغرب کے رنگین شیشوں سے اپنی دُنیا کو دیکھنے کے بجائے اسے اس کے حقیقی رنگ میں دیکھیں اور آزاد خیالی اور وسعتِ نظر کا ثبوت دیں۔ دلیل کیلئے ہمارا دِل ہمیشہ کھلا ہو اور محض تعصّب اور نقالی کے آگے ہم کسی قیمت پر بھی سپر نہ ڈالیں۔ اس لئے کہ وہ جو نہ دلیل کو سنتا ہے اور نہ دلیل سے بات کرنا چاہتا ہے، متعصب اور کٹ حجتی ہے اور وہ جو دلیل کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا دراصل غلام ہے اور جو دلیل دینے کی صلاحیت ہی سے محروم ہے وہ غبی اور احمق ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ مسلمان اس مسئلہ پر غلام ذہنیت کے بجائے آزادنہ طور پر غور کریں۔ ہماری موجودہ پیش کش اسی سلسلہ کی ایک کوشش ہے۔ گویا مسلمان اپنی منصوبہ بندی میں انگریز کا مقلد ہو کر اپنے آپکو اسکے پیچھے لگا رہا ہے اور وہ جہنم میں چلا گیا تو یہ......

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اس غلط تقلید سے تمام اہل اسلام کو بچائے۔

## تقدیر سے تدبیر کا مقابلہ

برتھ کنٹرول کا اصل مقصد ہے انسانی جانوں کے اِضافہ کی کمی چنانچہ ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ برتھ کنٹرول کی ماہرہ مارگیرٹ سونگر کراچی تشریف لائیں اور آپ نے کہا کہ دنیا کی آبادی میں زِیادتی کو روکنے کیلئے برتھ کنٹرول کے قانون کا نفاذ ضروری ہے۔ امریکہ میں عورتوں کو ہارمون کے ٹیکے لگوائے گئے جس کی وجہ سے وہ عارضی طور پر بانجھ ہوگئی ہیں۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ مس سونگر کو اس سال برتھ کنٹرول نوبل پرائز بھی دیا جائے گا۔ اسی طرح برتھ کنٹرول کی ایجاد سے لے کر تا حال یہی اس کی اصلی غرض دہرائی جارہی ہے میں نے صِرف نمونہ کا ایک قول نقل کردیا ہے۔

فائدہ...... یہ سائنسدان بھی کتنے بھولے ہیں۔ جو مادی طاقت کے ذریعہ خالق اکبر عزّ وجل کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی آبادی کو کم کرنے کیلئے آئے دِن کی لڑائیاں، قحط، بھوک، سیلاب، وبائی امراض، حادثات زوروں پر ہیں مگر اس کے باوجود دُنیا کی آبادی بڑھتی جارہی ہے۔

## مسلمان ھشیار باش

جن غیر مسلموں نے برتھ کنٹرول کا جال بچھایا ہوا ہے وہ اپنے اِرادوں میں کتنے اور کس قدر ناکام بلکہ بری طرح برے انجام سے دوچار ہیں لیکن انہیں تو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ مسلمان پر افسوس ہے کہ وہ ان کی طرح دنیا میں برے انجام کو تو پہنچے گا ہی لیکن وہ اپنے ربّ کریم کو بھی ناراض کر رہا ہے۔ جبکہ اس نے حیلے حوالوں اور غلط تدبیروں سے ناراضگی کا اِظہار فرمایا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قد خسر الذین قتلو اولادھم سفھا بغیر علم و حرموا مارزقھم اللّٰہ افترآء علی اللّٰہ (الانعام،پ۸)

ترجمہ :وہ لوگ ٹوٹے میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے بوجھے قتل کیا

اور اُس نعمت کو جو اللہ نے ان کو عطا کی تھی اللہ پر افتراء باندھ کر اپنے اوپر حرام کر لیا۔

فائدہ......﴾ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کا علم اُن تمام چیزوں پر حاوی ہے جو ہو چکی ہیں اور ہونے والی ہیں، ایسے وسیع الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو صرف حلال غذاؤں کی تحریم ہی کو نہیں بلکہ ہر اُس نعمت کی تحریم کو شامل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ لُغت اور محاورے کے اعتبار سے رزق صرف سامانِ خوراک ہی کیلئے نہیں بولا جاتا بلکہ ہر عطیے پر لفظ رزق کا اطلاق ہوتا ہے جس میں اولاد کا عطیہ بھی شامل ہے اور چونکہ یہاں قتلِ اولاد کے بعد ہی تحریم رزق کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ لوگ ٹوٹے میں ہیں جو اولاد کو پیدا ہونے کے بعد قتل کر دیتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی ٹوٹے میں ہیں جو اولاد کی پیدائش ہی کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔

سوال﴾ آیت کے سیاق وسباق سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کا معنیٰ ہے حلال غذائیں اپنے اوپر حرام نہ کی جائیں یہی مفہوم متقدمین مفسرین لیتے آئے ہیں تم نے برتھ کنٹرول کو کیسے شامل کر لیا؟

جواب﴾ ایک وجہ تو میں نے پہلے عرض کر دی ہے اسی کو ساتھ ملا کر اصول تفسیر سامنے رکھ کر سمجھئے کہ قرآنی مضمون کے اطلاق کو یجری علیٰ اطلاقہ پر رکھنا ضروری ہے پھر اس کے جملہ معانی متعلقہ کو مراد لیا جا سکتا ہے مثلاً فاعتبروا یا اولی الابصار سے فقہاء نے قیاس (شرعی اصل ہونا) اسی قاعدہ سے اثبات فرمایا ہے ملاحظہ ہو نور الانوار، تلویح، حسامی وغیرہ۔

## برتو بمقابلۂ فطرتِ اسلام

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے اسلام کا ہر قاعدہ واصل اور ضابطہ عین فطرت ہے اور اس نے شخصی و اجتماعی طرزِ عمل کیلئے جتنے طریقے مقرر کیے ہیں وہ سب اِسی قاعدۂ کلیہ پر مبنی ہیں کہ انسان اُن قوانینِ قدرت کی پیروی کرے جن پر کائنات کا یہ سارا نظام چلا رہا ہے اور کوئی ایسا طرزِ زندگی اختیار نہ کرے جو قوانینِ فطرت کی خلاف ورزی پر اس کو مجبور کرتا ہو۔ قرآن مجید ہم کو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کرکے اُس کی جبلّت میں اُس طریقہ کی تعلیم بھی ودیعت فرمادی ہے جس پر چل کر وہ چیز نظامِ وجود میں اپنے حصّے کا کام ٹھیک ٹھیک انجام دے سکتی ہے:

ربنا الذی اعطی کل شیئٍ خلقه ثم هدیٰ (طٰہٰ، پ١٦)

ترجمہ: ہمارا ربّ وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خاص بناوٹ عطا کی
پھر اس کو اُن اغراض کے پورا کرنے کی راہ بھی بتادی جن کیلئے وہ پیدا کی گئی ہے۔

کائنات کی تمام چیزیں بے چون وچرا اس ہدایت کی پیروی کررہی ہیں، اس لئے کہ اللہ نے ان کیلئے جو راستہ مقرر فرمادیا ہے اُس سے ہٹنے کی ان میں قدرت ہی نہیں ہے۔ البتہ انسان کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ اُس راستہ سے ہٹ سکتا ہے، اُس پر چلنے سے انکار کرسکتا ہے، اپنی عقل اور ذہانت سے غلط کام لے کر اس کے خلاف دوسرے راستے نکال سکتا ہے اور کوشش کرکے اُن پر چل بھی سکتا ہے۔ لیکن ہر وہ راستہ جسے انسان خدا کے بنائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر اپنی ہوائے نفس کے اتباع میں ایجاد و اختیار کرتا ہے ٹیڑھا راستہ ہے اور اس کی پیروی گمراہی ہے۔

و من اضل ممن اتبع هوٰہ بغیر هدی من الله (القصص، پ٢٠)

ترجمہ: اُس سے زیادہ گمراہ اور کون ہوگا جس نے اللہ کی رہنمائی کے بغیر اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کی۔

یہ گمراہی خواہ ظاہر میں کتنی ہی مفید نظر آئے لیکن درحقیقت جو انسان اللہ کے بنائے ہوئے راستہ کو چھوڑتا ہے اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرتا ہے وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے کیونکہ انجامِ کار میں اس کی غلط کاری خود اسی کیلئے نقصان دہ اور موجبِ ہلاکت ثابت ہوتی ہے۔

و من یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (طلاق، پ٢٩)

ترجمہ: اور جس کسی نے اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

قرآن کہتا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلنا اور اُن قوانینِ فطرت کو توڑنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جاری کیا ہے دراصل ایک شیطانی فعل ہے اور شیطان ہی اس فعل کی تعلیم دیتا ہے۔

ولا مرنھم فلیغیرن خلق اللّٰہ (النساء،پ۵)

ترجمہ: شیطان نے کہا کہ میں اولادِ آدم کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ کو بدل ڈالیں گے۔

اور شیطان کون ہے؟ وہ جو ازل سے انسان کا کھلا دشمن ہے:

وَ لا تتبعوا خطواتِ الشَّیطانِ انّہ لکم عدو مبین . اِنّما یا مرکم بِالسّوءِ وَ الفحشآءِ (البقرہ،پ۲)

ترجمہ: اور تم شیطان کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تم کو بدی اور بے حیائی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

پس اسلام نے جس قاعدے پر اپنے نظامِ تمدّن وتہذیب اور نظامِ معیشت ومعاشرت کی بنیاد رکھی ہے وہ یہ ہے کہ انسان انفرادی اور مجموعی حیثیت سے اپنی فطرت کے تمام مقتضیات کو ٹھیک ٹھیک قوانینِ فطرت کے مطابق پورا کرے اور اللہ کی دی ہوئی تمام قوتوں سے اُس طریقہ پر کام لے جس کی ہدایت خود اللہ نے دی ہے۔ نہ کسی قوت کو معطل وبے کار بنائے، نہ کسی قوت کے اِستعمال میں اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت سے انحراف کرے اور نہ شیطانی تحریص وترغیب سے گمراہ ہو کر اپنی فلاح و بہبود ان طریقوں میں تلاش کرے جو فطرت کی سیدھی راہ سے ہٹ کر نکلتے ہیں۔

## خدا و رسول (عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے دُوری

اسلام کی روح اور اصلی غرض ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قرب اور ان دونوں کا خاصہ ہے کہ خدا پرستی اور اس پر بھروسہ ہو اور بس۔ حقیقی مسلمان مرد وعورت کی علامت ہے کہ وہ صرف یہ سمجھتے ہیں کہ رِزق کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے اولاد کی کثرت وقلّت میں کسی کو کوئی حق نہیں کہ اس کے رزق کے بارے میں دخل دے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے خدا ترس مرد وعورت برتھ کنٹرول کے نام سے بھی گھبراتے ہیں۔ وہ اولاد کی کثرت وقلّت فضل الٰہی سمجھ کر نئی تہذیب اور معرفت کی اس ادا سے کوسوں دُور ہیں۔ بخلاف ان مردوں اور عورتوں کے جو مغربیت زدہ ہیں ان میں وہ خوف ایزدی وخشیۃ ربّی نہیں جو اسلام کا تقاضا ہے۔ انہیں مغرب کی دلدادگی نے ہر وَقت پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سکون وطمانیت ان سے کوسوں دُور ہے بظاہر خوشحال نظر آتے ہیں ان سے پوچھا جائے تو ان کے خیال میں ان جیسا برا حال دنیا میں کسی کا نہ ہوگا۔

## برتھ کنٹرول شیطانی کھلونا

شیطان نے لعنت کا طوق پہننے کے بعد اللہ تعالیٰ سے بنو آدم کیلئے کہا تھا:

ولا مرنھم فلیغیرن خلق اللّٰہ (پ۵،النساء)

ترجمہ: میں انہیں حکم دوں گا تو وہ تیری تخلیق (ساخت) کو بدل ڈالیں گے۔

فائدہ: آیت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے کو جس غرض کیلئے بنایا ہوگا وہ اسے پھیر کر دوسری غرض پر لگا دے یا ایسا کام کرائے جس سے اس ساخت کی اصلی غرض فوت ہو جائے۔ سب کو یقین ہے کہ زن و شوہر کا رشتہ صرف اسی لئے ہے کہ نسل انسانی بڑھے اور قیامت میں اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کثرت پر حضور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں پر فخر کریں اور یہ شیطان کو گوارہ نہیں، اسی لئے اس نے انسان کو اس غرض سے محروم کرنے کیلئے برتھ کنٹرول کا جال بچھایا اور اب وہ ایسا ہمہ گیر ہو گیا ہے کہ اکثر مرد عورتیں اسی شیطانی کھلونے سے دِل بہلا رہے ہیں۔

## دانایانِ فرنگ کا نظریہ

زمین میں قابلِ سکونت جگہ محدود ہے، انسان کیلئے وسائلِ معاش بھی محدود ہیں، لیکن انسانی نسلوں میں افزائش کی قابلیت غیر محدود ہے زمین میں ایک اچھے معیارِ زندگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار ملین آدمی سما سکتے ہیں۔ اس وقت زمین کی آبادی تقریباً تین ہزار ملین تک پہنچ چکی ہے اور اگر حالات مناسب ہوں تو تیس سال کے اندر یہ آبادی دُگنی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ اندیشہ بالکل بجا ہے کہ پچاس سال کے اندر زمین آدمیوں سے بھر جائے گی اور اس کے بعد نسلوں میں جو اِضافہ ہوگا وہ اولادِ آدم کے معیارِ زندگی کو گراتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ ان کیلئے بھلے آدمیوں کی طرح زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گا۔ پس انسانیت کو اس خطرہ سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ تحدیدِ نسل (Birth Limitation) کے طریقے اختیار کر کے نسلوں کی افزائش کو ایک حدِ مناسب کے اندر محدود کر دیا جائے۔

فرنگیوں کا نظریہ غلط ہے اسلئے کہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے شاہی انتظام کا مقابلہ ہے کہ ان لوگوں کا گمان ہے کہ خدا اس سے بے خبر ہے وہ نہیں جانتا کہ اُس کی زمین میں کس قدر گنجائش ہے اور اُسے یہاں کتنے انسان پیدا کرنے چاہئیں جو اس میں سما سکتے ہوں۔ یظنون با للّٰہ غیر الحق ظن الجاہلیۃ ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اللہ نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ انا کل شیئ خلقنٰہ بقدر اس کے خزانوں سے جو چیز بھی صادر ہوتی ہے ایک جچے تلے اندازے پر صادر ہوتی ہے۔ و ان من شیئ الا عندنا خزائنہ و ما ننزلہ الا بقدر معلوم ان کا گمان خواہ کچھ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ جس ہستی نے اس عالم کو پیدا کیا ہے وہ تخلیق و آفرینش کے فن میں اناڑی نہیں ہے۔ و ما کنا عن الخلق غافلین اگر یہ اس کے کاموں کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھتے اور اس کے انتظام پر غور کرتے تو ان پر خود ہی روشن ہو جاتا کہ وہ اپنے حساب و اندازے میں ان سے زیادہ کامل ہے۔ اُس نے اسی محدود رقبۂ زمین پر اپنی مخلوق کی بے شمار انواع پیدا کی ہیں جن میں سے ہر ایک کے اندر توالد و تناسل کی ایسی زبردست قوت ہے کہ اگر صرف ایک ہی نوع بلکہ بعض انواع کے صرف ایک جوڑے کی نسل کو وہ پوری قوت کے ساتھ بڑھنے دے تو ایک قلیل مدت میں تمام روئے زمین صرف اُسی نسل سے بھر جائے اور کسی دوسری نسل کیلئے ذرّہ برابر جگہ باقی نہ رہے۔ مثال کے طور پر نباتات کی ایک قسم ہے جس کو نباتیات میں (Sisymbrium Sophia) کہتے ہیں۔ اس نوع کے ہر فرد میں عموماً ساڑھے سات لاکھ بیج ہوتے ہیں۔ اگر اس کے صرف ایک پودے کے سب بیج زمین میں اُگ جائیں اور تین سال تک اس کی نسل بڑھتی رہے تو زمین میں دوسری چیزوں کے لئے ایک چپہ بھی باقی نہ رہے۔ ایک قسم کی مچھلی (Star Fish) بیس کروڑ انڈے دیتی ہے۔ اگر اس کے صرف ایک فرد کو اپنی پوری نسل بڑھانے کا موقع مل جائے تو تیسری چوتھی پشت تک پہنچتے پہنچتے تمام دُنیا کے سُمندر اسی سے لبالب بھر جائیں اور ان میں پانی کے ایک قطرے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ دُور کیوں جایئے! خود انسان ہی کی قوتِ تناسل کو دیکھ لیجئے۔ ایک مرد کے جسم سے ایک وقت میں جو مادّہ خارج ہوتا ہے اس سے بیک وقت تیس چالیس کروڑ عورتیں حاملہ ہو سکتی ہیں۔ اگر صرف ایک ہی مرد کی پوری استعدادِ تناسل کو قوت سے فعل میں آنے کا موقع مل جائے تو چند سال میں پوری زمین اس کی اولاد سے کھچا کھچ بھر جائے۔ مگر وہ کون ہے جو ہزاروں لاکھوں سال سے کرۂ زمین پر ان بے شمار انواع کو اس زبردست قوتِ تناسل کے ساتھ پیدا کر رہا ہے اور کسی نوع کو بھی اس کی مقرر و مقدر حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتا؟ کیا وہ تمہاری سائنٹیفک تدبیریں ہیں یا خدا کی حکمت؟ خود تمہارے اپنے سائنٹیفک مشاہدات گواہ ہیں کہ مادۂ ذی حیات میں نشو و نما کی قوت بے اندازہ ہے، حتیٰ کہ ایک واحد الخلیہ جرم نامی (Uni.cellular Organism) میں نمو کی اتنی قوت ہوتی ہے کہ اگر اس کو پیہم غذا ملتی رہے اور تقسیم در تقسیم کا موقع مل جائے تو پانچ سال کے اندر وہ اتنا ذی حیات مادّہ

پیدا کرسکتا ہے جو زمین کی جسامت سے دس ہزار گنا زِیادہ ہوگا۔ مگر وہ کون ہے جس نے قوتِ حیات کے اس خزانے پر کنٹرول مقرر کررکھے ہیں؟ وہ کون ہے جو اس خزانے میں سے قسم قسم کی مخلوقات نکال رہا ہے اور ایسے ٹھیک حساب سے نکال رہا ہے کہ اس میں نہ کبھی افراط ہوتی ہے نہ تفریط؟

اگر انسان اپنے خالق کی ان نشانیوں پر غور کرے تو وہ کبھی اسکے انتظام میں دخل دینے کی جرأت نہ کرے۔ یہ سب جاہلانہ اوہام ہیں جو محض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ لوگ آفاق اور خود اپنے نفس میں اپنے ربّ کی آیات کونہیں دیکھتے۔ ان کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ انسانی سعی وعمل کی حد کہاں تک ہے اور کس حد پر پہنچ کر خالص خدائی انتظامات شروع ہوجاتے ہیں جن میں دخل دینا تو درکنار سمجھنے پر بھی انسان قادر نہیں ہے۔ جب انسان اپنی حدِ جائز سے بڑھ کر خدا کے حُدودِ انتظام میں دخل دینے کی کوشش کرتا ہے تو خدا کے انتظامات میں تو ذرہ برابر بھی خلل انداز نہیں ہوسکتا، البتہ خود اپنے لئے دماغی کاوشیں اور ذہنی اُلجھنیں ضرور پیدا کرلیتا ہے۔ وہ بیٹھ کر حساب لگاتا ہے کہ دس سال کے اندر ملک کی آبادی ڈیڑھ کروڑ بڑھ گئی۔ آئندہ دس سال میں دو کروڑ اور بڑھ جائیگی۔ بیس سال میں سولہ کروڑ ہوجائیگی اور سو سال میں چارگنی بڑھ جائے گی۔ پھر سوچتا ہے کہ اتنے آدمی آخر کہاں سمائیں گے؟ کیا کھائیں گے؟ کیوں کر جئیں گے؟ اسی فکر میں وہ اُلجھتا ہے، مضامین لکھتا ہے، تقریریں کرتا ہے، کمیٹیاں بناتا ہے، عقلاءِ قوم کو اس مسئلے کا حل دریافت کرنے کے لئے توجہ دلاتا ہے۔ مگر وہ بندۂ خدا نہیں سوچتا کہ جس خدا نے ہزارہا سال سے انسانوں کی بستی اس سرزمین میں بسا رکھی ہے وہ خود اس مسئلہ کو حل کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا اور جب وہ انہیں ہلاک کرنا چاہے گا تو ہلاک بھی کردے گا۔ آبادیوں کی پیدائش اور ان کے گھٹاؤ بڑھاؤ اور ان کیلیے زمین میں گنجائش نکالنے کا انتظام اُسی سے تعلق رکھتا ہے!

**و ما من دآبة فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا کل فی کتاب مبین** (ہود، ٦)

ترجمہ: زمین میں چلنے پھرنے والی کوئی ہستی ایسی نہیں جس کے رزق کا انتظام خدا کے ذِمہ نہ ہو اور وہی زمین میں ان کے ٹھکانے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتابِ روشن میں لکھا ہوا موجود ہے۔

یہ انتظام ہماری عقل ونظر کی رسائی سے بہت دُور کسی پوشیدہ مقام سے ہورہا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے خاتمہ سے اُنیسویں صدی کے وسط تک انگلستان کی آبادی میں جس تیزی رفتاری کے ساتھ اِضافہ ہوا، اس کو دیکھ کر عقلائے فرنگ ابتدا میں حیران تھے کہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی کہاں سمائے گی اور کیا کھائے گی۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ انگلستان کی آبادی جس رفتار سے بڑھی، اس سے بدرجہا زیادہ تیز رفتاری سے اس کے وَسائلِ رزق بڑھے اور انگریزی قوم کو پھیلنے کیلیے زمین کے بڑے بڑے رقبے ملتے چلے گئے۔

## دلائل مجوزین

مجوزین دو طرح کی طرز رکھتے ہیں (۱) حکومت اور مغربیت سے متاثر (۲) ان متاثرین سے وہ متاثر جو انہیں علمی طور محقق زمانہ سمجھتے ہیں اور ان کے دلائل نئے مجتہدین جیسے ہیں کہ جہاں سے دلیل مل جائے خواہ وہ اصولی لحاظ سے غلط ہو چنانچہ ان کے دلائل سے ثابت ہوگا۔

۱......حدیث و فقہ کی تقریباً تمام کتب میں مستقل طور پر باب العزل کا عنوان قائم ہے اور شارحین نے عزل کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ گفتگو کی ہے۔شارحین حدیث اور فقہاء نے عزل کے معنی یہ کئے ہیں کہ اپنی بیوی سے جماع کے وقت ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ مادہ باہر گرے۔مقصد اس عمل کا یہ ہے کہ بچے پیدا نہ ہوں۔جہاں تک میرے علم اور عقل کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ عزل اور برتھ کنٹرل یا دوسرے لفظوں میں خاندانی منصوبہ بندی کا مطلب و مقصد ایک ہی ہے۔ فی زمانہ برتھ کنٹرول کے مختلف طریقے ہیں۔ادویہ کا استعمال، لیدر کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔زمانۂ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مانع حمل ادویہ اور اشیاء ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔اس لئے صرف عزل کے ذریعے بچہ کی پیدائش کو روکا جاتا تھا۔

۲......زمانۂ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دو وجہ سے عزل کرتے تھے۔لونڈی سے عزل کرتے تھے تاکہ اس کے اولاد نہ ہو۔کیونکہ جس لونڈی کے اولاد ہو جائے وہ شرعاً اُمِ ولد ہو جاتی ہے اور اس کی بیع ممنوع و ناجائز قرار پاتی ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم، ابوداؤد، مسندِ احمد و ابن ماجہ کی متعدد احادیث میں اس وجہ کا واضح طور پر ذکر ہے اور اپنی بیوی سے عزل اس لئے کرتے تھے تاکہ اولاد زیادہ نہ ہو۔چنانچہ مسلم و مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ بحضور نبوی ایک شخص حاضر ہوا۔عرض کی، **انی اعزل عن امرأتی فقال له صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم لم تفعل ذالک فقال اشفق علیٰ ولدھا او علیٰ اولادھا** (مسلم) میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عزل کیوں کرتے ہو۔ اس نے جواباً عرض کی اس کے بچہ یا اولاد پر شفقت کی بنا پر۔

**استدلال......** علامہ شوکانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس میں عزل کی وجوہات میں سے ایک وجہ کا ذکر ہے اور وہ یہ کہ کثرتِ اولاد سے بچا جائے۔ (نیل الاوطار، ج۶، ص۹۸)

**فائدہ......** اس حدیث سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام اپنی ازواج سے عزل (برتھ کنٹرول) کرتے تھے اور اس لئے کرتے تھے تاکہ اولاد کی کثرت نہ ہو۔ثابت ہوا کہ کثرتِ اولاد کی مشکلات سے بچنے کیلئے اپنی بیوی سے عزل جائز ہے۔یعنی عقیدہ کی صحت و سلامتی کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کو قادر و قدیر اور خالق و رازق سمجھتے ہوئے) محض سبب کے طور پر عزل کے عمل کو اپنانا جائز ہے۔

شرط صرف یہ ہے کہ اس عمل کو موثرِ حقیقی نہ سمجھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ خواہ کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے۔ جسے اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا مقصود ہے، بہر حال و بہر صورت پیدا ہوگا۔ چنانچہ یورپ میں جن عورتوں نے مانع حمل گولیاں استعمال کیں، اخبارات شاہد ہیں کہ ان کے ایک نہیں بیک وقت دو بچے بھی پیدا ہوئے۔

## تقدیر غیر مُبدّل

ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ میری لونڈی حاملہ ہو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو چاہتا ہے تو عزل کر مگر فقال اعزل عنها ان شئت فانه سيأتيها ما قدر لها (متفق علیہ) اس کے باوجود جو مقدر ہے وہ ضرور پیدا ہوگا۔

امام احمد اور بزار نے باسناد حسن حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت کی کہ ایک شخص نے عزل کے متعلق نبی علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پانی جس سے بچے کی پیدائش اللہ کو منظور ہے۔

اهرقته علیٰ صخرة لا خرج الله منها ولدا اويخلقن الله نفسا هو خالقها (موطا امام احمد)

اسے تو پتھر پر بھی ڈال دے تو اس صورت میں بھی اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرمادے گا یا نفس کو پیدا فرمادے گا جس کا وہ خالق ہے۔

(۱) موطا امام محمد کی شرح التعلیق المجد میں حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ زیرِ عنوان باب العزل لکھتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابن عباس، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی بیوی اور لونڈی سے عزل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کراہت کا قول کیا ہے (یعنی یہ حضرات عزل کو جائز تو قرار دیتے ہیں مگر اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے یعنی مکروہ تنزیہہ قرار دیتے ہیں اور مکروہ تنزیہہ فعلِ جائز ہے۔ حرام یا مکروہ تحریمہ یا گناہ ہرگز نہیں ہے۔)

(۲) علامہ ابن عبدالبر اور علامہ ابن ہبیرہ نے لکھا کہ

و نقل ابن عبدالبر وابن هبيره الاجماع علیٰ انها لا يعزل عن الزوجة الحرة الا باذنها

اپنی بیوی کی اجازت سے عزل کے جواز پر اجماع ہے۔

حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں:

قال حافظ ابن حجر ينتزع عن حكم العزل معالجة المرأة اسقاط النطفة قبل نفخ الروح

عزل کے جواز سے بغرض علاج اسقاطِ حمل کا جواز بھی واضح ہوجاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ بچہ میں رُوح نہ پڑی ہو۔

علامہ ابن ہمام علیہ الرحمۃ فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ

قال ابن الهمام يباح الاسقاط مالم يتخلق۔ لا اقول انه يباح الاسقاط مطلقاً ان يلحقها اثم منها اذا اسقطت من غير عذر۔ قال فی البحر ينبغی الاعتماد عليه لان له اصلاصحيحا۔

اسقاطِ حمل مباح ہے جب تک اعضاء نہ بنے ہوں اور رُوح نہ پڑی ہو (یعنی اگر حاملہ بیوی کو حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ پیدا ہوجائے یا سخت بیماری کا تو جب تک بچہ میں جان نہ پڑی ہو اسقاطِ حمل جائز ہے) فقہ حنفی کی مشہور کتاب خانیہ میں ہے کہ اپنی بیوی کا اسقاطِ حمل اس صورت میں ناجائز و گناہ ہے جب کہ عذرِ شرعی نہ ہو (یعنی حاملہ کی جان یا سخت و شدید بیماری کا خطرہ ہن ہو) اور صاحبِ بحرالرائق نے فرمایا، بضرورت اسقاطِ حمل جائز ہے کیونکہ اس کیلئے دلیلِ صحیح موجود ہے جس پر اسقاط کو قیاس کیا جائے گا۔

(٤) صحابی رسول حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن قہد یمنی نے اپنی لونڈی سے عزل کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا، وہ تیری کھیتی ہے اب یہ تیری مرضی ہے خواہ هو حرثك ان شئت عطشته و ان شئت سقيته' اس کو پیاسا رکھ یا سیراب کردے۔ (موطا امام احمد، ص ١٩٥)

(٥) امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا، ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ لونڈی سے عزل میں حرج نہیں البتہ لا نرى بالعزل بأسا عن الامة و اما الحرة فلا ينبغی ان يعزل عنها الا باذن اگر بیوی حُرہ ہو تو اس کی اجازت سے عزل کرنا جائز ہے۔ (موطا امام احمد، ص ١٩٥)

(٦) مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موطا امام احمد کی ان روایات کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام مالک اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے......

ان جواز العزل مستنبط من الكتاب فانه تعالىٰ قال فی باب وطی النساء نساء كم حرث لكم فأتو حرثكم انى شئتم فسمی بضع المرأة حرثا و من المعلوم ان الحرث يتخير فيه الانسان بين ان يسقيه و ان لا يسقيه فكذلك بضع النساء و بل قيل ان نزول انى شئتم اے كيف شئتم كان لبيان جواز العزل

قرآنِ مجید کی آیت نساء كم حرث لكم الخ سے عزل کے جواز کا استدلال فرمایا ہے۔ آیت میں انی شئتم بمعنی كيف شئتم ہے اور آیت کے اس جملہ سے عزل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (طبرانی و حاکم) اور حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، بیہقی نے مرفوع اور موقوف حدیثیں روایت کی ہیں جن سے لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر اور اپنی حُرہ بیوی سے اسکی اجازت سے عزل کا جائز ہونا

واضح ہے۔اسی طرح ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث اور علامہ ابن حجر نے تلخیص الجیہ میں اور امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے شرح معانی الآثار میں متعدد احادیث و آثار نقل کئے ہیں جن سے عزل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لوگ اپنی لونڈیوں سے عزل کرتے ہیں۔ جو لونڈی میرے پاس آئے گی اور اس کا آقا یہ اعتراف کرے گا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو یہ اولاد آقا ہی کی قرار دوں گا۔اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔تو حضرت عمر نے اپنے اس فرمان میں لونڈی سے حرمت کا قصد نہیں فرمایا کیونکہ وہ بھی لونڈی سے عزل کو جائز قرار دیتے ہیں۔

حدیث جُدامہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عزل کو وأدِ خفی یعنی کم درجہ کا زندہ درگور کرنا قرار دیا تھا۔اگر حدیث کے اس جملہ سے شارحین نے کراہتِ تنزیہہ مراد لی ہے تاہم صاحب فتح القدیر نے صحابہ کرام کے درمیان عزل کے متعلق ایک علمی مذاکرے کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپس میں عزل کا ذکر کیا اور سب نے کہا کہ اس میں کوئی جُرم نہیں۔حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ عزل مودۃ صغریٰ ہے، تو حضرت علی نے جواب دیا کہ یہ مودۃ صغریٰ نہیں جب تک کہ اس پر سات ادوار نہ گزر جائیں یعنی: ۱۔سلالہ ۲۔نطفہ ۳۔علقہ ۴۔مضغہ ۵۔عظام ۶۔لحم ۷۔خلق آخر۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا۔اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔

**نوٹ......** یہ تمام مضمون موطا امام احمد اور اس کی شرح تعلیقِ مجد کا خلاصہ ہے جسے ہم نے آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۷) مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احادیثِ عزل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض صحابہ کرام نے عزل کو مکروہ اس لئے قرار دیا کہ عزل کی کراہت کا قول کرنے سے ایک تو حقِ زوجہ کو تقویت ملتی ہے اور دوم یہ کہ عزل کا عمل قضا و قدر کے معاند ہے۔حقِ زوجہ کے تقویت کی دلیل۔حدیثِ احمد و ابن ماجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قال نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یعزل عن الحرۃ الا باذنھا (نیل الاوطار، ج۶ ص۱۹۶)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا ہے۔

اور قضا و قدر کے معاند ہونے کی دلیل حدیثِ جابر و حدیثِ انس ہے۔ فافہم (التعلیق المجد، موطا امام مالک، ص۱۹۴-۱۹۵)

(۸) واضح ہو حدیث جدامہ سے عزل کی ممانعت کا قول کیا جاتا ہے جس میں عزل کے متعلق سوال جواب میں نبی علیہ السلام نے فرمایا، ذالك الواد الخفی الخ (احمد و مسلم) اور حدیث ابوسعید میں ہے یہود نے عزل کو الموءدۃ الصغریٰ قرار دیا۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا، کذبت یہود یہودی جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں آپس میں معارض ہیں۔ ایک سے عزل کا جواز اور دوسری سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح بخاری شریف کی حدیث میں کہ حضور علیہ السلام سے عزل کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا، ما علیکم ان لا تفعلوا حدیث کے اس جملہ سے بھی ممانعت کا قول کیا گیا ہے۔ شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابنِ قیم نے ان احادیث میں تطبیق دی ہے۔ فرماتے ہیں:

**ثم هذه الا حاديث مع غيرها يجمع بينهما بان ما ورد فی النهی محمول علی کراهة التنزيه**

**وما ورد فی الاذن فی ذالک محمول علی انه ليس بحرام** (حاشیہ مسلم، ج۱، ص۴۶۴)

جن احادیث میں عزل کی ممانعت ہے وہ کراہتِ تنزیہی پر محمول ہیں اور جن میں عزل کی اجازت ہے وہ اس پر محمول ہیں کہ یہ فعل حرام نہیں ہے۔ غرضکہ شارحینِ کرام نے ممانعت کی احادیث میں نہی کو نہی تنزیہہ قرار دیا ہے اور جو فعلِ مکروہ تنزیہہ ہو وہ جائز ہوتا ہے۔

(۹) علامہ ابن ہمام علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ عزل جائز ہے اور عامۃ العلماء کا یہی مذہب ہے۔ دس صحابہ کرام حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابوایوب، جابر، ابن عباس، حسن بن علی، خباب بن ارث، ابوسعید خدری و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عزل کا جائز ہونا مروی ہے۔ (فتح القدیر، ج۳، ص۲۷۲-۲۷۳) مسلم شریف کی ان حدیثوں سے بھی عزل کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں بھی اس مضمون کی احادیث موجود ہیں۔

**عن جابر قال كنا نعزل و القرآن ينزل زاد اسحاق قال سفيان لو كان شيئا ينهى عنه لنها ناعنه القرآن**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کا نزول جاری تھا۔ سفیان نے کہا اگر عزل کا عمل ممنوع ہوتا تو قرآنِ مجید میں اس کی ممانعت آجاتی۔ (مسلم)

**عن جابر قال كنا نعزل علیٰ عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم**

**فبلغ ذالک نبی اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فلم ينها عنه**

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم عہدِ نبوی میں عزل کرتے تھے (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا۔ (مسلم، ج۱، ص۴۶۵)

## البتہ ایک احتیاط کی سخت ضرورت ہے

اور یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ عزل (برتھ کنٹرول) کی ادویہ وآلات وغیرہ صرف شادی شدہ افراد کیلئے مختص کردے اور ایسا انتظام کیا جائے کہ یہ ادویہ وآلات وغیرہ غیر شادی شدہ مرد وعورت نہ حاصل کرسکیں تاکہ کوئی ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر کے ساتھ ساتھ ان احادیث کو بھی بیان کیا جائے۔ جن میں نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے جسے اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا مقصود ہے وہ بہر حال وبہر صورت پیدا ہوگا تاکہ لوگ عقیدہ کی درستگی کے ساتھ اس عمل کو اگر اپنانا چاہیں تو اپنالیں۔ مگر اسے محض ایک سبب سمجھیں اور مؤثرِ حقیقی صرف اور صرف خداوندِ قدوس کو جانیں۔

## اجمالی جوابات

(۱) برتھ کنٹرول غیر مسلموں کی ایجاد ہے یہی وجہ ہے کہ صدیوں تک اسلامی کتب میں اس کا نام ونشان نہیں۔ تیرہویں صدی ہجری، انیسویں صدی عیسوی میں غیر مسلموں نے ایک غلط تصوُّر کو سامنے رکھ کر اس کی ایجاد کی ہے اور ان کے غلط تصورات کی تردیدات خود ان کے اپنے اہلِ مذہب نے خوب کی اب بھی وہ تصور حرفِ غلط کی طرح غلط ہے جس کا نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ خود غیر مسلموں نے اعتراف کیا۔

(۲) برتھ کنٹرول کی تائید میں جتنے دلائل مجوّزین قائم کرتے ہیں ان میں سے اکثر ان حالات پر مبنی ہیں جو مغربی تہذیب وتمدن نے پیدا کئے ہیں اور وہ اسلام کے اصول کے سراسر منافی ہیں مثلاً تہذیب مغربی کا خیال ہے کہ تمدن ومعاشرہ کے یہ اطوار وتہذیب کے طریقے اور معیشت کے یہ اصول ناقابل تغیر ہیں۔ البتہ ان سے جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں انہیں حل کرنا چاہئے ان کے نزدیک اس کا حل صرف یہی ہے کہ افزائشِ نسل کی روک تھام کی جائے۔

## ہم کہتے ہیں

مانا کہ معیشت کی مشکلات واقعی ہیں لیکن ان کی روک تھام کیلئے اسلامی بلکہ فطرتی اصول کے خلاف جنگ کرنا بھی عقلمندی نہیں۔ فطرت کا مقابلہ ابلیسی شیوہ ہے۔ مسلمان بھائیوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ مغربیت کی تقلید کرکے اسلام کیساتھ کتنی دشمنی کررہے ہیں۔

(۳) قرآن مجید میں ضبط ولادت (برتھ کنٹرول) کا معمولی سا اِشارہ تک نہیں بلکہ فرعون کی مذمت کی ہے تو اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی اولاد (نرینہ) کو قتل کروا دیتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو ضبطِ ولادت بھی اسی کی ایک قسم ہے اور جاہلیت کے لوگوں کی مذمت کی گئی تو اسی لئے کہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے اور یہ بھی برتھ کنٹرول کی ایک قسم ہے اور قرآن مجید میں تنبیہ کی گئی ہے اولاد کو قتل نہ کرو، اسی خوف سے کہ ان کی روزی ومعاش کا کیا بنے گا۔ برتھ کنٹرول کی غرض وغایۃ بھی یہی ہے اور اس کا طریقۂ کار بھی قتلِ اولاد لفظاً نہ سہی تو معنیً ضرور ہے جسے فقیر نے تفصیل سے عرض کیا ہے۔

## لطیفہ

ایک ٹیڈی مجتہد نے نسآؤکم حرث لکم سے یوں استدلال کیا ہے کہ عورت کھیتی ہے اور کھیتی سے صرف پیداوار چاہیے یہ اس وقت ہے جب پیداوار ہو تو کسان کو کھیت میں جانا چاہیے جب ضرورت نہ ہو تو کھیتی میں جانے کا حق نہیں نیز جتنی پیداوار درکار ہو اسی حد تک کسانوں کو کاشت کرنی چاہیے اس سے زیادہ نہیں۔ فلہذا عورت سے اتنے بچے لینے چاہیے جتنی ہمیں ضرورت ہے اس سے زیادہ بے ضرورت کھیتی نہیں کرنی چاہیے۔

## ازالۂ وہم

اسی کو کہتے ہیں تفسیر بالرائے جو اسلام میں تفسیر کو تحریف سے تعبیر کیا جاتا ہے ایسے مفسرین اور نئے مجتہدین کو ٹیڈی مفسر و مجتہد کہا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے نئی تحقیق والے مفسر و مجتہد اس جدوجہد میں رہتے ہیں کہ مغرب سے جو غلط اور فاسد اور غلیظ مادہ تشریف لائے اگرچہ قرآن وحدیث کے منافی ہو تب بھی وہ قرآن وحدیث سے اسلامی ثابت کر کے دکھلائیں اور وہ لوگ زیادہ تر مغربیت زدہ لوگوں کو قریب تر اور انہیں خوش کرنے سے داد لینے کے منتظر ہوتے ہیں اسی لئے وہ اہل حق اور علمائے حق کو ملائیت اور دقیانوسی خیالات کے گندے الفاظ سے مشہور کرتے ہیں۔ اب اس ٹیڈی مفسر کے جوابات ملاحظہ ہوں:۔

۱)...... بانجھ مرد، یا بانجھ عورت بیوی کی باہم مقاربت حرام قرار پاتی ہے۔

۲)...... استقرارِ حمل کے بعد زوجین کی باہمی مقاربت اس وقت تک کیلئے حرام ہوجاتی ہے جب تک پھر ایک بچے کی ولادت مطلوب نہ ہو۔

۳)...... میاں اور بیوی کا تعلقِ زوجیت بھی حکومت کے کنٹرول میں چلا جاتا ہے جب حکومت اعلان کردے کہ اب ہمیں بچوں کی ضرورت نہیں ہے تو تمام مرد اپنی اپنی بیویوں سے الگ ہوجائیں اور جونہی ایک سرکاری اعلان شائع ہو کہ اب بچوں کی ضرورت ہے تو یک لخت شوہروں اور بیویوں کے درمیان رابطہ قائم ہوجائے۔ پھر حکومت کو رپورٹ دی جاتی رہنی چاہیے کہ کتنی عورتیں حاملہ ہوچکی ہیں۔ مطلوبہ تعداد میں حمل قرار پاتے ہی حکومت سرخ جھنڈی ہلائے گی اور شوہروں کیلئے بیویوں کے پاس جانا ممنوع ہوجائیگا۔

تبصرہ...... یہ طریقہ اتنا ذلت آمیز ہے کہ کوئی انسان اسے قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا لیکن ٹیڈی مجتہد نے اپنے زعم میں بہت بڑا کام کر دکھلایا واقعی اس کی اس کاوش سے مغربیت زدہ لوگ تو ضرور خوش ہوں گے۔ لیکن اپنے مالک وخالق کے نزدیک اس کا......۔

٤)......مجوزین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن حدیث سے استدلال کرنے میں چند اُمور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جن کو نظر انداز کر کے کسی فقہی مسئلہ کا استنباط نہیں کیا جاسکتا۔

اوّلاً......مسئلہ متعلقہ کے باب میں تمام احادیث کا استقصاء کیا جائے۔

ثانیاً......ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع ومحل کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

ثالثاً......اُس وقت عرب کے جو حالات تھے ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لہٰذا ہم ان تینوں اُمور کو ملحوظ رکھ کر اِن احادیث پر نظر ڈالیں گے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عرب جاہلیت میں برتھ کنٹرول کیلئے قتل کا طریقہ رائج تھا جس کے دو وجوہ تھے۔ ایک معاشی حالات کی خرابی جن کی وجہ سے ماں باپ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے تا کہ ان کے رزق میں کوئی شریک پیدا نہ ہو۔ دوسرے غیرت کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ جو لڑکیوں کے قتل کا محرک ہوتا تھا۔ اسلام نے آکر اس کو سختی کے ساتھ منع کیا اور اس باب میں عربوں کی ذہنیت ہی بدل دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کا رُجحان عزل، یعنی مباشرت بلا انزال فی الفرج کی طرف راغب ہوا۔ لیکن یہ رُجحان عام نہ تھا، نہ برتھ کنٹرول کی کوئی تحریک جاری ہوئی تھی، نہ اسکو قومی پالیسی بنانا مقصود تھا نہ اسکے محرک زمانہ جاہلیت کے جذبات وخیالات تھے جن کی وجہ سے قتلِ اولاد کے ظالمانہ طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا بلکہ دراصل اس کے تین وجوہ تھے جو ماہرین فن حدیث کو معلوم ہو سکتے ہیں۔

(۱) لونڈی سے اولاد نہ ہو (۲) لونڈی کے ام ولد (بچے کی ماں) بن جانے سے یہ خوف تھا کہ اسے پھر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ہوگا

(۳) زمانہ رضاعت (شیر خوارگی) میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔

## عزل کا حل

عزل پر ضبطِ ولادت کے جواز کا قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی شارع نے صرف اس وجہ سے حرام نہیں کیا کہ بعض حالات میں انسان فی الواقع ان کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور احتیاط کا مقتضیٰ یہی ہے کہ ان کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ مثلاً حمل ٹھہرنے سے عورت کی جان کا خطرے میں پڑ جانا، یا اسکی صحت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا خوف، یا زمانہ رضاعت میں شیر خوار بچے کو مضرت پہنچنے کا اندیشہ، یا اور ایسے ہی دوسرے وجوہ۔ ایسے حالات میں اگر طبی مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہوسکتا ہے لیکن بلا ضرورت اس کو ایک عام طرزِ عمل اور قومی پالیسی بنانا احکامِ اسلام کے قطعاً خلاف ہے اور وہ تمام خیالات جن کی بنا پر ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی طرف رُجحان پیدا ہوتا ہے، اصولِ اسلام کے بالکل منافی ہیں۔

## مجوزین کی چالاکی

برتھ کنٹرول کو عزل سے کوئی تعلق نہیں۔ عزل کی اجازت بھی صرف جواز کی حد تک تھی اور وہ جواز بھی برتھ کنٹرول کیلئے نہیں شرعی مجبوریوں پر اور وہ بھی بعض صحابہ کے اجتہاد پر جواز کا فتویٰ ہے جسے مجوزین چالاکی سے انہی صحابہ کرام کے اسماء گرامی گناتے ہیں اور جن حضرات صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین نے عزل کو بھی مکروہ بتایا ہے ان کا یہ حضرات نام لینا تک گوارہ نہیں کرتے حالانکہ دیانت وعلمی حقیقت کا تقاضا یہی ہے کہ جواز وعدم جواز میں دونوں طرفین سامنے ہوں اور جن حضرات نے جواز عزل کا فرمایا ہے وہ بھی چند شرائط کے بعد لیکن برتھ کنٹرول کے مجوزین نے اپنے ہاتھوں مغربیت زدہ عوام کے دین کا باغ اُجاڑا۔

## حکمِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

برتھ کنٹرول دشمنانِ اسلام (دہریوں) کا تحفہ (بدعت سیئہ) ہے۔ مجوزین برادری کے بقول اسے عزل پر بھی قیاس کریں تب بھی یہ ماننا پڑے گا کہ عزل کا بھی حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا اور نہ ہی تاکید فرمائی ہے اور نہ ہی اس پر عمل نہ کرنے کی وعید سنائی ہے۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس سے اشارہ کنایہ سے کراہت کا اِظہار فرمایا ہے اور جہاں اشارۃً جواز ہے تو وہ بھی ضرورت ہے۔ افسوس تو ان مسلمان بھائیوں کا ہے کہ صریح احکام جن کے بارے میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صریح نہ صرف ارشاد بلکہ تعمیل پر تاکید ہے اور اس کی خلاف ورزی پر وعید وتہدید۔ لیکن ان احکام کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے گو وہ احکام ان مسلمانوں کیلئے نہیں ہے۔ لیکن جہاں نفسانی خواہش کا معاملہ ہے وہاں جواز کے حیلے بہانے تلاش کئے جارہے ہیں وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم سے اجتہاد صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور وہ اجتہاد بھی بعض کا جو کہ اصول فقہ کے قوانین پر مرجوح۔

## اجتہاد صحابہ کا حال عزل کے بارے میں

جن احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابر وابن عباس وسعد بن ابی وقاص وابوایوب انصاری نے عزل کے باب میں کوئی صریح حکم نہ ہونے کو جواز کی دلیل سمجھا۔ ایک اور حدیث جو انہی صحابی سے امام مسلم نے نقل کی ہے یہ ہے کہ ہم عہد رسالت میں عزل کرتے تھے، اس کی خبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو منع نہ فرمایا۔ اس حدیث میں ابہام ہے۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ عزل کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا گیا یا نہیں اور پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر کیا فرمایا۔

دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اس مسئلے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اور ہم نے عزل کیا، پھر اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

'کیا تم ایسا کرتے ہو؟......کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟......کیا تم ایسا کرتے ہو؟؟؟'

قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔ (بخاری)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مؤطا میں انہی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بنی المُصطلِق میں ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں۔ اہل وعیال سے دُوری ہم پر شاق گزر رہی تھی۔ ہم نے چاہا کہ ان عورتوں سے استمتاع کریں مگر اس کے ساتھ ہماری خواہش یہ بھی تھی کہ ان کو فروخت کردیں۔ اس لئے ہم نے خیال کیا کہ ان سے عزل کرنا چاہے تا کہ اولاد پیدا نہ ہو۔ ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما عليكم ان لا تفعلوا۔ ما من نسمة كائنة الاوهى كائنة

کیا بگڑ جائے گا اگر تم ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے

مسلم کی حدیث ہے کہ جب عزل کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا عليكم ان لا تفعلوا ذالكم

اگر تم ایسا نہ کرو تو کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

ولم يفعل ذالك احد كم

تم میں سے کوئی یہ فعل کیوں کرے؟

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا، میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

**اعزل عنها ان شئت فانه سیاتیها ما قدرلها**

تو چاہے تو عزل کرے، مگر جو اولاد اس کی تقدیر میں لکھی ہے وہ تو ہو کر رہے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے جو اہلِ علم تھے وہ عموماً عزل کو مکروہ سمجھتے تھے مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو عزل کو ناپسند کرتے تھے۔ بلکہ دیگر صحابہ بھی جن کی فہرست آگے لکھوں گا۔

ان سب روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جن اصحاب کو تفقہ فی الدین کا مرتبہ حاصل تھا وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن چونکہ اس کے باوجود عزل کی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی تھی اور اس کو ایک عام قومی طرزِ عمل نہیں بنایا جا رہا تھا بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بنا پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے، اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔ اگرچہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی حسبِ عادت نہ بھی مانتے کیونکہ برتھ کنٹرول اصول اسلام کے نہ صرف منافی ہے بلکہ اسلامی اقدار کو پامال کرتا ہے۔

**سوال-۱** ...... آیت سے برتھ کنٹرول کا مفہوم کہاں سے آیا؟

**جواب** ...... ہر انسان جانتا ہے کہ قرآن عورت اور مرد کے زوجی تعلق کی دو غرضیں بتاتا ہے۔

ایک یہ کہ:

**نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم و قدموا لا نفسکم** (البقرہ:۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔ پس تم جس طرح چاہو اپنی کھیتیوں میں جاؤ اور اپنے لئے آئندہ کا بندوبست کرو۔

اور دوسری یہ ہے:

**و من آیته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة** ط (الروم:۲۱)

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہی میں سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کی۔

**فائدہ**...... پہلی آیت میں عورتوں کو کھیتی کہہ کر ایک حیاتی حقیقت (Biological Fact) کا اِظہار کیا گیا ہے۔ حیاتیات کے نقطۂ نظر سے مرد کی حیثیت کاشت کار کی ہے اور عورت کی حیثیت کھیتی کی اور ان دونوں کے تعلق سے فطرت کی اوّلین غرض بقائے نوع ہے۔ اس غرض میں انسان اور حیوان اور نباتات سب مشترک ہیں۔

دوسری آیت میں زن وشوہر کے تعلق کی غرض وغایۃ بتائی گئی اور وہ قیام تمدن جس کی بنیاد زن وشوہر کے باہم مل کر رہنے سے پڑتی ہے اور یہ غرض صرف انسان کا خاصہ ہے پھر انسان کی ساخت میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے گئے ہیں جو اس غرض وغایۃ کیلئے اسے آمادہ کرتے ہیں۔

**سوال-۲**...... ضبطِ ولادت کے ذریعہ سے اچھی قسم کی نسلیں پیدا کی جاسکتی ہیں جن کی صحت اچھی ہو، قوی مضبوط ہوں اور جن میں کام کرنے کی عمدہ صلاحیتیں ہوں؟

**جواب**...... اس خیال کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ انسان کے ہاں جب کبھی ایک دو بچے ہوں گے، قوی وتندرست ذہین اور طبّاع ہوں گے اور جب زیادہ بچے ہوں گے تو سب کے سب کمزور، بیمار، بیکار اور کند ذِہن ہوں گے۔ لیکن اس مفروضہ کی تائید میں نہ کوئی علمی دلیل ہے اور نہ باضابطہ مشاہدات وتجربات کے نتائج۔ محض گمان ہی گمان ہے جس کے خلاف ہزاروں شہادتیں عالمِ واقعہ میں موجود ہیں۔ درحقیقت انسان کی پیدائش کے متعلق کوئی ضابطہ بنایا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ چیز کلیۃً خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے:

هو الذى يصور كم فى الارحام كيف يشآء ط (ال عمران، پ۳)

قوی اور تندرست اور ذہین اولاد پیدا کرنا اور کمزور، مریض اور بلید الذہن اولاد نہ ہونے دینا انسان کے اختیار سے باہر ہے۔

**سوال-۳**...... ضبطِ ولادت انسان کو ایسے بچوں کی بیکار پیدائش اور پرورش کی مشقت سے بچادیتا ہے جن کی دنیا کو ضرورت نہیں ہے جو کبھی کارآمد بننے والے نہیں ہیں، یا بلوغ سے پہلے ہی مرجانے والے ہیں؟

**جواب**...... یہ خیال اس وقت صحیح ہوتا جب انسان کے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا کہ کون سا بچہ کن خصوصیات کا حامل ہوگا؟ لائق ہوگا یا نالائق؟ زِندہ رہے گا یا مرجائے گا؟ اس کا وجود کارآمد ہوگا یا بے کار؟ جب یہ چیز انسانی نظر سے قطعاً پوشیدہ ہے تو محض ڈھکوسلے ہیں اس میں کوئی رائے قائم کرنا صریح حماقت ہے۔

**سوال-٤**......زیادہ بچوں کی پیدائش سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور اس کے حسن و جمال میں بھی فرق آجاتا ہے؟

**جواب** ...... ضبطِ ولادت کے مصنوعی طریقے بھی صحت و جمال کے لئے بے ضرر نہیں ہیں۔ ان سے بھی صحت کو اتنا ہی نقصان پہنچتا ہے جتنا کثرتِ اولاد سے پہنچ سکتا ہے۔ طبّی حیثیت سے کوئی ایسا قاعدۂ عام مقرر نہیں کیا جاسکتا کہ عورت کتنے بچوں کی ولادت کا بار اُٹھا سکتی ہے۔ یہ بات ہر عورت کے شخصی حالات پر منحصر ہے۔ اگر ایک طبیب کسی عورت کے خاص حالات کو پیش نظر رکھ کر یہ رائے قائم کرے کہ حمل اور وضعِ حمل کی تکلیف اس کی زندگی کیلئے خطرناک ہوگی تو ایسی حالت میں بلاشبہ طبیب کے مشورے سے ضبطِ ولادت کا کوئی مناسب طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ اگر ماں کی جان بچانے کیلئے ضروری ہو تو اسقاطِ حمل کرانا بھی ناجائز نہیں ہے۔ لیکن صحت کو محض بہانہ بنا کر ضبطِ ولادت کو ایک عام طرزِ عمل بنالینا اور دائماً اس پر عمل کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

یہ تحریک دراصل دہریت والحاد کے شجرِ خبیث کی پیداوار ہے۔ جن لوگوں کے دماغوں سے خدا کا تصوّر نکل چکا ہے اور جو دُنیا کے معاملات میں اس نقطۂ نظر سے غور وفکر اور تدبر وتصرف کرتے ہیں کہ خدا سرے سے موجود ہی نہیں ہے یا اگر ہے تو محض ایک معطّل ہستی ہے اور انسان آپ ہی اپنی قسمت کا بنانے والا اور اپنے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے، وہی اس تحریک کو وجود میں لائے ہیں اور انہی کے دماغوں کو اس تحریک کے دلائل اپیل کرتے ہیں۔ اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد یہ امر کسی تعارف کا محتاج نہیں رہتا کہ یہ تحریک اصلاً اسلام کے خلاف ہے، اس کے اصول کلیۃً اصولِ اسلام کے خلاف، اسلام کا عین مقصد ہی اُس ذہنیت کو مٹانا ہے جس سے ضبطِ ولادت جیسی تحریک پروان چڑھتی ہے۔